پیش گیا تھا، قریب قریب وہی ہوگا، جو یورپ میں ہو چکا ہے، یعنی عوام کی انقلابی قوتیں مذہب سے بیزار ہو کر وہ تبدیلیاں لائیں گی، جن کا تقاضا آج کا سماج کر رہا ہے۔ یہ خیال کہ محض اسلام کا نام اور عوام کی اس سے جذباتی عقیدت اس سیلاب کو روک سکے گی، محض خوش فہمی ہے، ہمارے ہمسائے ملک ہندوستان اور برما میں مذہب کا جو حشر ہو رہا ہے وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔

صدر ناصر اپنی سیاسی، سماجی و اقتصادی تبدیلیوں کو اسلام کے ساتھ ہم نوا کرنے کی جو کوششیں کر رہا ہے وہ کہاں تک کامیاب ہوتی ہیں، ابھی اس کے بارے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ آج برما میں بدھ مت بحیثیت ایک روحانی تحریک کے ختم ہو چکا ہے اور ہندوستان میں ہندو دھرم بس ایک ہندو سرمایہ دارانہ نظام کی شکل میں زندہ ہے ہمیں اس سے سبق لینا چاہیئے۔

میرے نزدیک ولی اللٰہی فکر اسلام کی ایک ایسی تعبیر ہے جسے اگر آج کے دور کی سیاسی، معاشی اور سماجی ضرورتوں اور فکری تقاضوں کی روشنی میں از سرِ نو ترتیب دیا جائے اور مولانا سندھیؒ کے الفاظ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کو "مجتہد مطلق" مان کر مولانا محمد قاسم کو اس ضمن میں "مجتہد فی المذہب" کا درجہ دیا جائے اور اس سلسلۂ فکر کو اور آگے بڑھایا جائے تو ایک ایسا نظریہ حیات مرتب ہو سکتا ہے، جو دینی بھی ہوگا، اور اس میں اتنی وسعت بھی ہوگی کہ وہ اس دور کے سماجی و سیاسی و اقتصادی تقاضوں کو پورا کر سکے۔

ع۔ ف۔ سواتی (مانسہرہ)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

شاہ ولی اللہ اکیڈمی کا قیام اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے

ہندوستان کی کئی صدیوں کی تاریخ علم و ادب میں شاہ ولی اللہ کے سوا کوئی اور شخص ایسا نظر نہیں آتا کہ جس کے قلم نے جدت دکھائی ہو۔ اور اس سے مسلمانوں کے ادب میں کسی نئی تخلیق کا اضافہ ہوا ہو... اس رسالے میں شاہ ولی اللہ کی تعلیم سے ماخوذ ایسے مضامین کی کثرت ہونی چاہیئے جن سے مسلمان نوجوانوں میں کمیونزم اور الحاد و دہریت کی روک تھام ہو۔ اس وقت یہی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اور سارے درد مند مسلمان اہل علم و قلم کو